شاہ ولی اللہ کے نزدیک دین میں تحریف کے اسباب

سید خالد محمود ترمذی

شاہ ولی اللہ محدث دهلوی رح نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف حجۃاللہالبالغہ میں دین میں تحریف کے اسباب کا کھوج لگایا ہے ۔ انہوں نے کتاب کے باب موسومہ ''دین کو تحریف سے کس طرح محفوظ رکھا جاسکتا ہے،، میں مندرجہ ذیل سات اسباب گنائے ہیں ۔

(۱) تہاون ۔ (۲) تعمق ۔ (۳) تشدد ۔ (۴) استحسان یا قول بالرائے
(۵) اجماع ۔ (۶) کورانہ تقلید ۔ (۷) اختلاط ادیان ۔

شاہ صاحب نے ان میں سے ایک ایک سبب کا تفصیلی جایزہ لیا ہے جس کا بیان قارئین کے لئے خالی از فائدہ نہ ہوگا :۔

تہاون اور تساہل

شاہ صاحب فرماتے ہیں تہاون اور تساہل دین میں تحریف کا ایک بڑا سبب ہے ۔ عہد نبوت کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں جو ادائے فرائض کی مطلق پروا نہیں کرتے اور شہوات نفسانیہ میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ قرآن میں ایسے لوگوں کا حال اس طرح بیان ہوا ہے ۔ فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوۃ واتبعوا الشھوات (پس ان کے بعد ایسے لوگ گذرے جنھوں نے نماز ضائع کی اور خواهشات نفس کے پیچھے لگ گئے) ایسے لوگوں میں تبلیغ اور اشاعت دین کا جذبہ مفقود ہوتا ہے اور ان میں دین حق کی تعلیم و تعلم کا یا اس کے احکام کی پابندی کا چرچا بھی باقی نہیں رہتا ۔ یہ لوگ امر بالمعروف

اورنہی عن المنکر کے فرض سے قطعی غافل ہوتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خلاف شرع رسوم ان میں رواج پا جاتی ہیں اور ان کے طبائع سے دین کی رغبت و محبت نکل جاتی ہے ۔ ان کی ذہنیتیں مسخ ہوکے رہ جاتی ہیں اوروہ حرارت دینی سے بے بہرہ ہوجاتے ہیں۔ ان کے بعد جو نسل آتی ہے اس کا تساہل مزید بڑھ جاتا ہے کیونکہ ان کی تو نشوونما ہی غیر دینی ماحول میں ہوئی ہوتی ہے۔ علوم دینیہ کا اکثر و بیشتر حصہ ان کی غفلت اور نسیان کی نذر ہوجاتا ہے ۔ اور مروجہ علوم کی تحصیل میں وہ اس قدر منہمک ہوجاتے ہیں کہ علوم دینی کے حصول کی جستجو ہی ختم ہوجاتی ہے ۔ مزید برآں جن کو لوگ اپنا قائد اور پیشوا مانتے ہیں وہ اس روگ میں مبتلا ہوجائیں تو اس کے نتائج سخت خطرناک ہوتے ہیں ۔ حضرات نوح اور ابراہیم علیہما السلام کی ملتیں اسی طرح ضائع ہو گئیں ۔ چنانچہ ان کے عہد نبوت پر کچھ مدت گزر جانے کے بعد شاذونادر ہی کوئی ایسا شخص ملتا تھا جو دین کی تعلیمات کو ان کی اصلی صورت میں جانتا ہو۔ یعنی انبیاء کی لائی ہوئی تعلیمات پر تاویلات اور تعلیقات کے اس قدر دبیز پردے چڑھا دئے جاتے کہ سیدھی سادی تعلیمات پیچیدہ رسومات کا گورکھ دھندا بن کے رہ جاتیں ۔ امت مسلمہ کا حال بھی اس سے مختلف نہیں ۔ بقول علامہ اقبالؒ کے

حقیقت خرافات میں کھوگئی   یہ امت روایات میں کھوگئی

پھر تہاون کے اسباب کا تفصیلی جایزہ لیتے ہوئے شاہ صاحب فرماتے ہیں ۔ تہاون اور تساہل کے مختلف اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ صاحب ملت سے اس کی تعلیمات کو مستند اور صحیح طور پر نقل کرنے کا کوئی خاص اہتمام نہ کیا جائے۔ اور نہ ہی شریعت کے احکام پر عمل کرنے کو کچھ اہمیت دی جائے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے ”عنقریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو مسندوں اور گاؤ تکیوں پر ٹیک لگاکر کہیں گے بس

قرآن ہی سے چمٹے رہو جن چیزوں کو اس نے حلال بتایا ان کو حلال سمجھو اور جن کو حرام کہا وہ حرام ہیں، حالانکہ جس چیز کو خدا کے رسولؐ نے حرام بتایا وہ بھی ویسے ہی حرام ہے جیسے کہ اس کو اللہ تعالی نے حرام کیا ہو کیونکہ وہ تو اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہتا،، اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے ''کہ اللہ تبارک وتعالی کسی سے علم چھین نہیں لیتا۔ دنیا سے علم کے اٹھ جانے کی یہ صورت ہوتی ہے کہ اہل علم کو وہ اٹھا لیتا ہے یہاں تک کہ کوئی عالم دنیا کے پردے پر باقی نہیں رہتا۔ نتیجةً لوگ جاہلوں کو اپنا رہنما بنا لیتے ہیں اور وہ بغیر علم کے فتوے دینا شروع کردیتے ہیں۔ چنانچہ وہ خود تو گمراہ ہوتے ہی ہیں دوسروں کو بھی گمراہ کرڈالتے ہیں،،۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ بعض لوگوں کو ان کی اغراض فاسدہ نصوص شرعیہ کی غلط توجیہ و تاویل کرنے پر اکساتی ہیں مثلاً بادشاہوں اور حکمرانوں کو خوش رکھنا اور انہی کے اشاروں پر چلنا ان کے پیش نظر ہوتا ہے۔ قرآن حکیم نے ان کی کیا خوب تصویر کھینچی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے

ان‌الذین یکتمون ما انزل اللہ من الکتاب و یشترون بہ ثمناً قلیلاً اولئك ما یاکلون فی بطونہم الا النار۔ ترجمہ:۔ بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالی کی نازل کردہ کتاب کے احکام کو چھپاتے ہیں اور اس کے عوض معمولی قیمت وصول کرتے ہیں (مال و جاہ کے طالب ہوتے ہیں) وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ ملک میں منکرات پھیل جائیں، لیکن علماء میں اتنی ہمت نہ ہو کہ وہ ان سے منع کریں۔ اس آیت میں یہی مضمون بیان ہوا ہے:۔

فلولا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیةٍ ینہون عن الفساد فی الارض الا قلیلاً ممن انجینا منہم و اتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیہ و کانوا مجرمین۔ ترجمہ:۔ جو نسلیں تم سے پہلے تھیں ان میں کیوں ایسے اصحاب علم و

تقویٰ پیدا نہ ہوئے جو لوگوں کو زمین میں فساد کرنے سے منع کرتے؟ ہاں جن لوگوں کو ہم نے بچا لیا تھا ان میں سے کچھ افراد ایسے تھے جنہوں نے یہ فرض انجام دیا ۔ اور ظالموں نے ان چیزوں کا پیچھا نہ چھوڑا جن میں کہ وہ عیاشی کررہے تھے اور وہ اللہ تعالی کے نافرمان تھے ۔

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ ''جب بنی اسرائیل کی قوم فسق و فجور میں کھل کھیلی تو ان کے علماء نے انہیں منع کیا لیکن وہ اپنی ناشائستہ حرکات سے باز نہ آئے ۔ چنانچہ وہ بھی ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے کی محفلوں میں شریک ہوئے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالی نے ان کے دلوں میں شقاق و نفاق ڈال دیا اور حضرت داؤد اور حضرت عیسی علیہما السلام نے ان کو لعنت ملامت کی اس لئے کہ وہ خدائے پاک کے نافرمان تھے اور اس کی ٹھہرائی ہوئی حدود سے تجاوز کرتے تھے'' ۔

تعمق

ازاں جملہ ایک سبب تعمق بھی ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ نبی کسی بات کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دے جس کو اس کی امت کا کوئی شخص سن لے اور اپنے ذہن میں اپنے حسب حال یا حسب استعداد اسے معنی پہنا لے پھر اپنی اسی سمجھ کے مطابق اس امر یا نہی کے حکم کو کسی دوسری چیز پر بھی لاگو کرلے جو محض کسی ایک پہلو سے پہلی چیز کے مشابہ ہے، اسی طرح جہاں پوری علت موجبہ نہ پائی جاتی ہو یا دوسری چیز پہلی چیز کا فقط مظنہ ہو یا اس کے دواعی اور محرکات میں سے ہو تب بھی وہ اس امر یا نہی کا اجرا اس پر کردیتا ہے ۔ اور جہاں اس کو اشتباہ ہو اور دو احتمال نظر آئیں وہاں پر وہ اسی پہلو کو لیتا ہے جس کی بنا شدت اور تغلیظ پر ہوتی ہے مثلاً مستحب کو واجب قرار دیتا ہے اور مکروہ کو جس کا ترک اولی ہے

حرام سمجھ لیتا ہے ۔ اسی طرح نبی کریم علیه الصلاۃ و التسلیم کے جمله افعال کو خواہ وہ آپ سے بطور عادت کے یا موافقت قوم کی بناء پر صادر ہوئے ہوں تعبد پر محمول کرتا ہے اور ان کو دیگر سنن شرعیه کی طرح سمجھتا ہے، ان دونوں میں مطلق فرق نہیں کرتا، حالانکه یه حقیقت ہے که آپص نے کئی باتیں محض عادتاً کی ہیں تشریع کے ساتھ ان کا دور کا بھی واسطه نہیں ۔ (مثلاً سرمه لگانا وغیرہ) لیکن تنگ نظر اور انتہا پسند، نام نہاد عالم ان امور کو بھی عبادات اور احکام شرعیه میں داخل سمجھتا ہے اور کہتا ہے که الله نے ان کے کرنے کا حکم دیا ہے یا ان سے منع فرمایا ہے ۔ مثلاً جب اس نے اس بات پر غور کیا که روزے کی تشریع نفس کو مغلوب کرنے اور بہیمیت کو کمزور کرنے کے فلسفه پر مبنی ہے تو اس نے یه سمجھا که اگر آدمی سحری کھائے بغیر روزہ رکھے تو یه اور زیادہ اچھا ہوگا بلکه سحری کو وہ بالکل غیر مشروع سمجھنے لگا ۔ پھر اس نے سوچا چونکه بیوی کا بوسه لینا شہوت کو انگیخت کرنے کا باعث ہے بلکه شہوت پورا کرنے کا موجب ہے اس لئے یقیناً وہ روزہ کے منافی ہے ۔ رسول اکرم صلی الله علیه وسلم نے اپنے عمل سے ایسے شبہات کا دروازہ بند کردیا اور ایسے لوگوں کی غلط فہمی کو دور کرنے کا بندوبست فرمایا کیونکه یه دین میں تحریف کا عظیم ترین ذریعه ہے ۔

دشوار پسندی دین کے حق میں عظیم خطرہ ہے

اس کی حقیقت یه ہے که آدمی ایسی عبادات شاقه کو اپنے اوپر لازم کرلے جن کو صاحب شریعت نے واجب قرار نہیں دیا ۔ مثلاً صوم دھر کا التزام کرنا، قیام باللیل، صنفی تعلق سے احتراز اور دنیا کو چھوڑ چھاڑ کر گوشه نشینی اختیار کرلینا ۔ جو باتیں سنت اور مستحب کے درجے میں ہیں ان پر فرض اور واجب کی طرح عمل کرنا بھی اسی میں داخل ہے ۔ آں حضرت صلی الله علیه وسلم کے عبدالله بن عمرو اور عثمان بن مظعون کو ان کے ارادوں

سے باز رکھنے میں یہی مصلحت تھی ۔ ذیل کی حدیث میں بھی اسی اصول کی طرف اشارہ ہے :۔

''جو کوئی بھی دین میں تشدد کرے گا یقیناً وہ عاجز آئے گا''۔

اس قسم کا تعمق پسند یا متشدد اگر کسی جماعت یا قوم کا سربراہ بن جائے تو اس کے پیروؤں کا یہ مستحکم عقیدہ ہوجاتا ہے کہ وہ تمام باتیں جن کو اس نے فرض اور واجب قرار دیا ہے وہ درحقیقت منزل من اللہ ہیں اور ان کی تعمیل اللہ کی خوشنودی کا موجب ہے ۔ یہود و نصاری کے علماء و مشائخ کے تعمق اور تشدد و غلو کی بدولت ان کا دین محرف ہوکے رہ گیا تھا ۔

استحسان یعنی قول بالرائے کا تحریف دین میں حصہ

شاہ صاحب رقمطراز ہیں کہ استحسان (جسے فقہاء قیاس خفی کہتے ہیں اور جو دراصل قول بالرائے ہے) یہ ہے کہ ایک شخص دیکھتا ہے کہ نبی اکرم صلعم نے ہر حکم کی حکمت اور فلسفہ پر نظر کرکے اس کے مظنہ کو اصل کا قائم مقام قرار دیا ہے تو وہ بھی اس حکمت تشریعیہ کی تھوڑی سی شدبد اپنے اندر پیدا کرلیتا ہے اور پھر شارع بن بیٹھتا ہے اور جن باتوں کو وہ بزعم خود مصالح خیال کرتا ہے انہی پر وہ اپنی تشریع کی بنیاد رکھ لیتا ہے (اور ان احکام کا جن کی بنیاد اس کی ذاتی رائے اور صوابدید پر ہوتی ہے ایسے پیرایہ میں اظہار کرتا ہے جیسے وہ خدائے ذوالجلال کے نازل کردہ ہوں اور لوگ بھی یہی سمجھنے لگتے ہیں) اسے ایک مثال سے واضح کیا جا سکتا ہے ۔ یہود نے جب دیکھا کہ حدود کی تشریع کا فلسفہ معاصی اور جرائم کا انسداد ہے، پھر انہوں نے سوچا کہ زانی کو سنگسار کرنے سے معاشرے میں طرح طرح کے فتنے اور فساد جنم لیتے ہیں، لہذا انہوں نے استحسان سے کام لیکر اس کی سزا منہ کالا کرنا اور درے مارنا قرار دیا ۔ نبی کریم صلعم نے بتا دیا کہ یہ تحریف ہے اور اللہ تعالی کے حکم صریح کو پس پشت

ڈالنے اور اپنی رائے کو اس پر ترجیح دینے کے مترادف ہے۔ ابن سیرین کہتے ہیں ''سب سے پہلے شیطان نے خدائے پاک کے حکم کے مقابلہ میں اپنی رائے استعمال کی،،۔ آفتاب و ماہتاب کی پرستش بھی اتباع رائے پر ہی مبنی ہے۔ امام حسن بصریؒ کے سامنے جب شیطان کا یہ قول پڑھا گیا جو قرآن کریم میں منقول ہے کہ خلقتنی من نار و خلقته من طین تو آپ نے فرمایا کہ ''ابلیس نے حکم خدا کے مقابلے میں اپنی رائے کو پیش کیا اور قول بالرائے کا اصول سب سے پہلے اس نے وضع کیا،، امام شعبی کہتے ہیں ''بخدا اگر تم نے قول بالرائے کا مسلک اختیار کیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کردو گے،،۔ معاذ بن جبل کا قول ہے ''قرآن مجید کو اس قدر شیوع حاصل ہوگا کہ مرد عورت اور لڑکے بالے سب اس کو پڑھنے لگیں گے، تب ایک شخص ان میں سے کہے گا قرآن تو میں پڑھتا ہوں لیکن کوئی بھی میرا اتباع نہیں کرتا (بالفاظ اہل عصر وہ لیڈری کا خواہاں ہوگا) خدا کی قسم ! میں لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر اس کی تلاوت کروں گا پھر بھی اس کی آرزو پوری نہیں ہوگی تو کہے گا ان دونوں باتوں سے مجھے کچھ بھی شہرت حاصل نہ ہوئی۔ شاید مجھے اس طرح مقبولیت حاصل ہو کہ میں گھر میں ایک مسجد بنا لوں اور اس میں قرآن پڑھوں۔ جب اس کی یہ تدبیر بھی ناکام ہوگی تو وہ کہے گا یہ سب کوششیں لا حاصل ثابت ہوئیں تو اب یہی ایک چارہ کار نظر آتا ہے کہ لوگوں کے سامنے کوئی ایسی بات پیش کروں جو نہ تو قرآن میں ہو اور نہ رسول خدا صلعم سے منقول ہو،،۔ معاذ بن جبل کہتے ہیں ''اس کی ان باتوں سے پرہیز کرو نہیں تو تمہیں چاہ ضلالت میں گرا دے گا،،۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ''تین چیزیں اسلام کی عمارت کو دھڑام سے گرادینے کا موجب ہیں (ا) عالم کی لغزش (ب) منافق کا کتاب اللہ سے اپنی ہوائے نفس کے مطابق استدلال کرکے جھگڑنا اور (ج) گمراہ ائمہ کا گمراہ کن فیصلہ۔ اس سے مراد تمام وہ باتیں ہیں جن کا ماخذ قرآن اور حدیث نہ ہوں۔

اجماع تحریف دین کا ایک عظیم سبب

شاہ صاحب کے نزدیک اجماع کو سند ماننا بھی تحریف دین کا سبب ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ علماء دین کی ایک جماعت جس کے متعلق عامۃالناس کا یہ اعتقاد ہو کہ وہ کبھی غلطی نہیں کرتے یا بہت کم غلطی کرتے ہیں کسی مسئلے پر متفق ہو جائے اور ان کے اس اتفاق کو دلیل قاطع کی حیثیت سے تسلیم کرلیا جائے بشرطیکہ اس کی اصل کتاب و سنت میں موجود نہ ہو اجماع کہلاتا ہے، کیونکہ اگر کسی اجماع کی اصل قرآن و سنت میں موجود ہے یا کم از کم انہی دو مآخذ سے اسے مستنبط کیا گیا ہے تو پھر تو اس کے قابل پزیرائی ہونے میں کسی کو بھی کلام نہیں ہوسکتا ۔ (اس لئے کہ وہ دراصل کتاب و سنت کا ہی اتباع ہے) لیکن اگر کسی اجماع کا ماخذ کتاب و سنت نہیں تو وہ ہرگز سند نہیں ہوسکتا ۔ درج ذیل آیت میں اس کا ابطال ہے :۔

و اذا قیل لہم تعالوا الی ما انزل اللہ و الی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ آباء نا ۔ یعنی جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کلام کی طرف آؤ جو اللہ جل شانہ نے نازل فرمایا ہے اور اس کے رسول کی طرف آؤ تو کہتے ہیں جس بات پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا وہی ہمارے لئے کافی ہے ۔

یہود و نصاری نے جو آنحضرت صلعم کی بعثت کا انکار کیا یا اس سے پہلے کے یہود نے حضرت عیسی کی نبوت کا انکار کیا تو ان کے پاس سوائے اس کے کونسی دلیل تھی کہ ہمارے اسلاف نے ان کو نبی نہیں مانا ہے ، ان کا اجماع اس بات کی بین دلیل ہے کہ وہ خدا کے فرستادہ نہیں۔ اسی طرح یہود اور نصاری نے اپنے مذاہب میں کئی ایسے عقیدے اور اعمال شامل کر رکھے ہیں جو ان کی اپنی مسلمہ کتب تورات اور انجیل کی تعلیمات کے صریحاً خلاف ہیں لیکن چونکہ ان کے اسلاف کا ان پر اجماع تھا اس لئے وہ ان عقائد اور اعمال کو دین و ایمان کا جزو سمجھتے ہیں ۔

کورانہ تقلید، دین میں تحریف کا سب سے بڑا سبب

شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے خیال میں غیر معصوم ہستی کی اندھا دھند تقلید کرنا دین میں تحریف کی راہ کو ہموار کرنا ہے ۔ غیر معصوم سے ان کی مراد ہر وہ شخص ہے جو نبی نہ ہو کیونکہ نبی معصوم عن الخطاء ہوتا ہے ۔ اور غیر معصوم کی تقلید کی صورت یہ ہے کہ امت کا کوئی عالم جو اجتہاد کے درجے پر فائز ہو کسی مسئلے میں اپنے اجتہاد سے رائے دیتا ہے ۔ اور اس کے متبعین اس کو اس حد تک صحیح سمجھتے ہیں کہ اس کے خلاف اگر کوئی صحیح حدیث بھی پیش کی جائے تو امام کے قول کی خاطر ان کے لئے اس حدیث کا رد کردینا نہایت آسان ہوتا ہے ۔ جس تقلید کو علماء حق نے جائز قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ آدمی جو جاھل اور بے علم ہو کسی عالم مجتہد کے قول کا اتباع کرے لیکن اس کے ساتھ اس کا یہ یقین محکم ہو کہ وہ ایک غیر معصوم انسان ہے اس لئے اس کا قول غلط بھی ہو سکتا ہے ۔ کیونکہ فقہ کا مسلمہ اصول ہے کہ ''المجتہد یخطئی و یصیب'' مجتہد کا قول کبھی غلط ہوتا ہے اور کبھی درست ۔ ایسے مقلد کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ اس بات کے لئے تیار رہے کہ اگر کسی مسئلہ میں اسے اپنے امام کے قول کے خلاف کوئی بات مل جائے تو وہ فوراً اس کو ترک کرکے حدیث کا اتباع کرے گا رسول اکرم کے سامنے عدی بن حاتم نے آیت: اتخذوا أحبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ (انہوں (یہود و نصاری) نے خدائے لم یزل کو چھوڑ کر اپنے علماء و مشائخ کو خدا بنا لیا) کے متعلق یہ رائے ظاہر کی کہ وہ ان کو خدا تو نہیں سمجھتے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا ''کیا وہ ان کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہیں سمجھتے تھے؟'' عدی نے کہا ''کیوں نہیں'' آپ نے فرمایا ''خدا بنا لینے کے یہی معنی ہیں'' ۔

اختلاط ادیان

اختلاط ادیان کے بارے میں شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب کوئی

شخص اپنا پہلا دین جس پر وہ کاربند تھا چھوڑ کر دین حق میں داخل ھوتا ھے تو دین سابق کے عقائد و اعمال اور رسوم کے اثرات اس کے نفس باطن کے ساتھ چمٹے رھتے ھیں اور اس لئے ملت سابقہ کی بعض چیزوں کا چھوڑنا اس کی طبیعت پر گراں گزرتا ھے تو ان کے لئے نئے دین میں وجہ جواز ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ھے، گو وہ توجیہ کتنی ھی کمزور ھو یا اس کی بناء کسی موضوع حدیث پر ھی کیوں نہ ھو، بلکہ اس کے جواز کو ثابت کرنے کے لئے وہ وضع حدیث تک جائز سمجھتا ھے ۔ حضور اکرم صلعم کا قول ھے کہ ''بنی اسرائیل کا دین کچھ مدت تک اپنی اصلی حالت پر قائم رھا لیکن جب ان کے دین میں دوسری اقوام کے لوگ داخل ھوئے اور لونڈی غلام اس میں شامل ھوئے تو ان کا دین بگڑ گیا، انہوں نے اپنی رائے استعمال کی جس کا نتیجہ یہ ھوا کہ وہ خود تو گمراہ تھے ھی دوسروں کو بھی گمراہ کیا،، ۔

آخر میں شاہ صاحب ان چیزوں کا اجمالی تذکرہ کرتے ھیں جو مسلمانوں نے اپنے دینی ادب میں شامل کرلی ھیں ۔

(۱) بنی اسرائیل کی جھوٹی سچی روایات اور ان کے خرافاتی قصے ۔ (۲) یونانیوں کا فلسفہ (۳) عہد جاھلیت کے خطبوں کے مضامین (۴) اھل بابل کی دعوت و عزیمت کا علم (۵) ایرانی ادبیات (٦) علم رمل و نجوم (نیز علم جفر جس کو حضرت علیؓ سے منسوب کیا جاتا ھے یا وہ نقوش اور تعویذات جن کو حضرت سلیمان سے نسبت دی جاتی ھے اور اسی لئے ان کتب کا نام نقش سلیمانی ھوتا ھے) (۷) علم کلام کی موشگافیاں ۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلعم کے سامنے توریت کے بعض مضامین پڑھے گئے تو آپ سخت ناراض ھوئے ۔ اس میں مصلحت یہ تھی کہ دین حق کے ساتھ کوئی اور چیز خلط ملط نہ ھو ۔

—:—